درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی المرآء

جدال اور بحث کا بیان

حدثنا عقبة بن مکرم البصری ثنا ابن أبی فدیک قال' خبرنی سلمة بن وردان اللیثی عن انس بن مالک قال: قال رسول الله ﷺ :من ترک الکذب وهو باطل بنی له فی ربض الجنة ومن ترک المراء وهو محق بنی له فی وسطها' ومن حسّن خلقه بنی له فی أعلاها' ...... هذا حدیث حسن لانعرفه إلا من حدیث سلمة بن وردان عن أنس

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا جس نے جھوٹی بات کہنا چھوڑ دیا' حالانکہ وہ جھوٹ کہنا باطل ہو (یعنی جھوٹ کہنے کی کوئی جائز صورت نہ ہو) تو اس کیلئے جنت کے مضافات میں ایک محل بنایا جائے گا۔ اور جس نے جدال اور بحث کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ سچا اور حق بات کہنے والا ہو تو اس کے لئے جنت کے وسط (درمیان) میں محل بنایا جائیگا۔ اور جس نے اپنے اخلاق کو عمدہ بنایا تو اس کے لئے جنت کے بالائی حصہ میں محل بنایا جائے گا۔ یہ حدیث حسن ہے۔ ہم ''مسلمہ بن وردان عن انس'' کی حدیث کے علاوہ اس حدیث کو نہیں پہچانتے۔

توضیح وتشریح:

مراء کا معنی ہے بحث مباحثہ اور مناظرہ کرنا' ارشاد باری تعالیٰ ہے ' فلا تمار فیهم إلا مراءً ظاهراً (الایة) یعنی اے پیغمبر ﷺ آپ ان اصحاب کہف کے بارے میں ان اہل کتاب کے ساتھ صرف ظاہری اور سرسری بحث کے علاوہ مزید بحث وجدال نہ کریں۔ یعنی ان کے متعلق جو اہم باتیں قرآن کریم میں آپ کو بیان ہوئی ہیں وہی ان کو صاف صاف بتلا دیں باقی غیر ضروری معلومات کے بارے میں ان سے نہ اُلجھیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: وجادلهم بالتي هي أحسن (الاية) یعنی ان کے ساتھ بہت اچھے طریقے سے بحث کرو۔ یعنی حق کی وضاحت کے لئے خلوص نیت کیساتھ بحث ومناظرہ اور مباحثہ کرنا درست اور جائز بلکہ ضروری ہے۔ جبکہ اس نیت سے ہو کہ حق جس جانب میں بھی ہو، صاف اور واضح ہو جائے اور اس کی تابعداری کی جائے اور اگر حق کی وضوح اور پہچان مقصود نہ ہو بلکہ بہرصورت اپنی بات منوانی ہو، حق بات کے لئے انقیاد کو تیار نہ ہو تو پھر بحث کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ اس صورت میں حق بات کو کھل کر بیان کر کے اس پر اکتفا کیا جاوے اور کسی سے بحث ومناظرہ نہ کرے۔ کتمان حق بھی نہ کرے اور بے جا بحث ومناظرہ اور جدال سے بھی پرہیز کریں۔

من ترك الكذب وهو باطل بني في ربض الجنة:

وهو باطل: یہ جملہ حال واقع ہوا ہے الكذب ' سے یعنی حالانکہ یہ جھوٹ باطل اور ناجائز ہو۔ یعنی ان استثنائی صورتوں میں سے نہ ہو جن میں کسی مصلحت کی وجہ سے جھوٹ بولنا جائز ہو۔ مثلاً کفار کے ساتھ جنگ و جہاد میں کسی مصلحت کی وجہ سے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کے درمیان صلح کرنے کیلئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے۔ یعنی جواز کی صورتوں میں کوئی صورت نہ ہو بلکہ باطل اور ناجائز جھوٹ کو کوئی ترک کر دے تو اس کیلئے جنت کے کناروں اور اطراف میں ایک محل اللہ تعالیٰ بنائے گا۔

في ربض الجنة:

ربض: فتحتين کے ساتھ جنت کے اس حصہ کو کہا جاتا ہے جو جنت سے باہر تو نہ ہو بلکہ جنت کے اندر ہو، لیکن درمیان سے دور اس کے اطراف اور کونوں میں ہو، پس کسی ایسی جگہ پر اس آدمی کے لئے محل تیار کیا جاوے گا۔ شہر کے وسط کے حصہ بڑا اہم ہے جسے آج کل ڈاؤن ٹاؤن کہتے ہیں۔

ومن ترك المراء وهو محق بني له في وسطها:

اور جس نے بحث ومناظرہ کو چھوڑا حالانکہ وہ سچا ہو اور حق بات ثابت کرنے والا ہو۔ یعنی غلط بات پر ڈٹ جانے والا نہ ہو بلکہ وہ بحث ومناظرہ اور جدال اس لئے کرتا ہو کہ حق ثابت ہو جائے۔ لیکن مقابل میں ایسا بدفہم اور ہٹ دھرم آدمی ہے کہ وہ ضد وعناد پر قائم رہتا ہو اور حق پر آمادہ ہونے کی اس سے کوئی امید نہ ہو تو پھر حق بات کو اس کے سامنے واضح بیان کر کے اس کے ساتھ مزید الجھنے اور بحث کرنے سے پہلوتہی کرے تو ایسے آدمی کیلئے جنت کے درمیانی حصہ میں اللہ تعالیٰ محل بنائے گا۔ لیکن حق بات کو پوری وضاحت کیساتھ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ کسی پر کچھ اخفاء نہ رہے البتہ اس قسم کے جاہل لوگوں کیساتھ بحث ومباحثے سے گریز کرے کہ اس سے نقصان اور فساد ہی پھیل جاتا ہے۔ اور فائدہ نہیں ہوتا۔

ومن حسن خلقه بنى له في أعلاها: اور جس نے اپنے اخلاق کو اچھا بنایا تو اس کے لئے جنت کے اعلیٰ مراتب میں محل بنایا جائیگا۔ جیسے شہروں میں کچھ حصے اعلیٰ ترین طبقہ کے ہوتے ہیں جیسے اشرافیہ اور پوش علاقے کہا جاتا ہے۔

یعنی اخلاق حسنہ سب سے بڑی چیز ہے۔ اور جب اخلاق درست ہو جائے تو یہ جزوی باتیں خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ اخلاق جب اچھے ہوں تو جھوٹ سے بھی آدمی اجتناب کرے گا۔ بے موقع جدال اور بحث ومناظرہ سے بھی پرہیز کرے گا۔ اچھے اخلاق ہی تمام برائیوں سے روکنے والی چیز ہے اور تمام نیک اعمال کی کنجی ہے۔ اس وجہ سے فرمایا کہ جس نے اپنے اخلاق کو درست اور صحیح بنایا تو اس کے لئے جنت کے اعلیٰ اور بالائی حصوں میں محل تیار ہوگا۔

اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اخلاق کو مجاہدہ اور ریاضت کے ساتھ درست اور صحیح بنایا جا سکتا ہے۔ اس لئے علم تصوف اور اصلاح باطن کو تزکیہ الاخلاق کہا جاتا ہے۔ اور احادیث میں اخلاق کی درستگی کے لئے دعائیں تعلیم دی گئی ہیں مثلاً اللهم حسن خلقي كما حسنت خلقي ۔ اے اللہ میرے اخلاق کو بھی ایسا درست فرما دے جیسا کہ تو نے میری شکل وصورت کو اچھا اور درست فرمایا ہے۔

حدثنا فضالة بن الفضل الكوفي ثنا ابوبكر بن عياش عن ابن وهب بن منبه عن أبيه عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كفى بك إثماً أن لاتزال مخاصماً ...... هذا حديث غريب لانعرفه إلا من هذا الوجه.

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ تو ہر وقت جھگڑتا رہتا ہو۔'' یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے اس کے علاوہ دوسرے طریق سے نہیں پہچانتے ہیں۔

توضیح وتشریح:

اس حدیث میں کثرت جدال' مخاصمہ مناظرہ اور بحث ومباحثوں کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ جدال و مناظروں کی عادت ڈال کر کثرت سے مخاصمے اور مناظرے کرنا اور ہر وقت بحث ومباحثے میں الجھے رہنا خود ایک بہت بڑا جرم ہے۔ پس اگر کسی کو ہر وقت بحث مباحثوں' جھگڑوں اور مناظروں کی عادت ہو اور وہ ہر وقت جدال ومخاصمت کی حالت میں رہتا ہو تو وہ اس خوش فہمی میں نہ رہے کہ میں تو شراب نہیں پیتا ہوں' چوری اور ڈکیتی نہیں کرتا ہوں' قتل' زنا اور فحاشی وغیرہ سے دور رہتا ہوں لہذا میرا تو کوئی بڑا جرم اور گناہ نہیں ہے۔ وہ اس غفلت اور بے فکری میں نہ رہے کیونکہ اس کے لئے یہ گناہ ہی کافی ہے کہ وہ ہر وقت جھگڑتا رہتا ہے۔ اور کسی نہ کسی بات پر الجھتا رہتا ہے۔ تو اس آدمی کے لئے اس گناہ سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرنی چاہیے اور گزشتہ پر توبہ کرنا چاہیے۔

حدثنا زياد بن أيوب البغدادي ثنا المحاربي عن ليث وهو ابن أبي

سليم عن عبدالملك عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي ﷺ قال: لاتمار أخاك ولاتمازحه ولاتعده موعداً فتخلفه......... هذا حديث غريب لانعرفه إلامن هذا الوجه.

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے بھائی (مسلمان) کے ساتھ مباحثہ اور جدال مت کرو اور نہ اس کا مذاق اڑاؤ۔ اور نہ اس کے ساتھ ایسا وعدہ کرو جس کا تو بعد میں خلاف کرے۔...... یہ حدیث غریب ہے ہم اسے اس مذکورہ طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں پہچانتے ہیں۔

توضیح وتشریح:

جدال اور غیر ضروری مباحثوں کی مذمت تو گزشتہ روایتوں میں بھی مذکور ہوئی۔ یہاں بھی اس روایت میں مسلمان کے ساتھ جدال کرنے سے منع فرمایا۔ لاتمار أخاك اپنے بھائی کے ساتھ جدال مت کرو۔

ولاتمازحه: اور اس کے ساتھ مزاح بھی مت کرو۔ اس مزاح سے مراد ایسا مزاح ہے جس میں مسلمان بھائی کی ایذاءرسائی ہو یا اس میں اس کی آبروریزی ہو رہی ہو۔ اگر اس میں ہتکِ عزت، ایذاءرسانی اور دیگر محظورات نہ ہوں، تو پھر کبھی کبھار حاضرین کی دلجوئی کی خاطر خوش طبعی کرنا درست اور جائز ہے اور اس قسم کی خوش طبعی خود جناب رسول اللہ ﷺ بھی کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے۔ اور اس کی پوری تفصیل ''باب ماجاء فی المزاح'' میں گزر چکی ہے۔ اس وجہ سے حدیث مذکور میں جس مزاح سے مخالفت آئی ہے۔ اس کی ہم نے تعبیر ''مذاق اڑانے سے کی ہے اور کسی کا مذاق اڑانا شرعاً اور اخلاقاً ناجائز ہے۔

ایفاءعہد کی اہمیت: ولاتعده موعداً فتخلفه:

اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ ایسا وعدہ نہ کرو جس کی تو بعد میں خلاف ورزی کرتا ہو۔ وعدہ کی خلاف ورزی کرنا بُری عادت اور ایک مذموم صفت ہے۔ کئی صحیح روایتوں میں وعدہ خلافی کو منافق کی علامت قرار دی گئی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ عام حالت میں وعدہ پورا کرنا مستحب ہے اور اسکو پورا نہ کرنا مکروہ ہے اور اگر اس کی نیت ایذاءرسانی کی ہو تب تو گناہ ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور بعض دیگر اسلاف کے نزدیک وعدہ کو پورا کرنا مطلقاً واجب ہے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا معمول اس طرح مروی ہے کہ وہ وعدہ کرتے وقت ''عسیٰ'' یا ''انشاءاللہ'' فرمایا کرتے تھے اور اگر وعدہ کرتے وقت اس کی نیت ہی پورا کرنے کی نہ ہو تو یہ منافقت ہے اور اس قسم کی وعدہ خلافی کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

باب ما جاء فی المداراة

نرمی برتنے کا بیان

حدثنا ابن أبی عمر ثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن عروة بن الزبیر عن عائشة قالت: استأذن رجل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأنا عنده فقال: بئس ابن العشیرة أو أخو العشیرة ثم أذن له فألان له القول، فلما خرج قلت له یارسول اللہ: قلت ماقلت ثم ألنت له القول؟ قال: یا عائشة إن من شر الناس من ترکه الناس أو ودعه الناس اتقاء فحشه...... هذا حدیث حسن صحیح

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آدمی اپنے قبیلہ کا بُرا آدمی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آنے کی اجازت دے دی اور اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی۔ پھر جب وہ نکل گیا تو میں (حضرت عائشہؓ) نے آپ سے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو اس آدمی کے بارے میں وہ کچھ فرمایا جو کہ آپ نے فرمایا اور پھر بھی آپ نے اس کے ساتھ نرم گفتگو فرمائی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہؓ! بے شک لوگوں میں بدترین شخص وہ آدمی ہے جسے لوگ اس کی فحش گوئی سے بچنے کی خاطر چھوڑ بیٹھیں.......... یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح وتشریح: مداراة: کے معنی لوگوں کیساتھ نرمی برتنا اور خوش اسلوبی سے پیش آنا تا کہ ان کے دلوں میں نفرت پیدا نہ ہو جائے۔ اگر کوئی فاسق فاجر اور بدکردار آدمی ہو تو اس کے برے اعمال کی وجہ سے دل کی محبت تو اس کے ساتھ نہ ہو، قلبی تعلق نہیں ہے لیکن ظاہراً اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا، خندہ روئی سے اس کے ساتھ بات کرنا، اس کی ضیافت کرنا وغیرہ اسی کو مداراة کہا جاتا ہے۔ ظاہرداری اور ظاہراً خاطر مدارات کرنا درست ہے اور خوش اخلاقی کا تقاضا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے ساتھ نرمی سے بات کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے دل میں دین اسلام کے ساتھ محبت والفت پیدا ہو جائے۔ نیز اگر کوئی آدمی ایسا ہو کہ وہ بداخلاق اور سخت زبان والا ہو۔ اس کی بدگوئی سے بچنے کی خاطر اس کے ساتھ نرم گفتگو کرنا بھی جائز ہے۔ بعض حضرات نے اس حدیث سے یہ مقصد مراد لیا ہے۔

نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا فاسق اور مبتدع جو اپنے فسق اور بدعت کا برملا اظہار کر رہا ہو تو اس کی غیبت کرنا جائز ہے اس غرض سے کہ اس کی فسق وبدعت سے لوگ واقف ہو جائیں۔ تا کہ وہ اس کو بااعتماد سمجھ کر دینوی اور دینی نقصان میں نہ پڑ جائے، حضرت عائشہ کو بھی محتاط رہنے کی تلقین کی گئی۔

استأذن رجل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت دربان رکھنا درست اور جائز ہے تا کہ کوئی آدمی بلا اجازت اپنے اختیار سے اندر نہ آئے بلکہ اجازت ملنے کے بعد اندر آ جائے اور حضور کے

ہاں اسکا بڑا انظام اور ٹائم ٹیبل ہوتا تھا لکل شئی عندہ عتاد شمائل کی حدیث حسن وحسین میں بڑی تفصیل ہے۔

بئس ابن العشیرۃ أو اخو العشیرہ: یہ راوی کو شک ہوا ہے کہ ابن العشیرۃ فرمایا ہے یا أخو العشیرۃ معنی دونوں ایک ہیں۔ یعنی یہ آدمی اس قوم اور اس قبیلے میں بہت خراب آدمی ہے۔ العشیرہ۔ قبیلہ کو کہا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وانذر عشیرتک الأقربین (الآیۃ) یعنی اپنے قریب کے قبیلہ والوں کو ڈرا دو (اے پیغمبر ﷺ) اس سے معلوم ہوا ظاہراً فاسق آدمی اور مضر آدمی کی غیبت کرنا جائز ہے۔ تاکہ لوگ اس کی فسق بدعت اور ضرر سے باخبر ہو جائیں اور اسکے ساتھ محتاط رہیں۔

فالان له القول: پس رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو فرمائی۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا تقاضا تھا کہ ملاقات کے لئے آنے والے سے انبساط اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئیں۔ رسول اللہ ﷺ ابوجہل اور ابولہب کیساتھ بھی نرمی اور خوش اخلاقی سے بات کرتے تھے۔ نرم مزاجی آپ ﷺ کی طبیعت تھی۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم (الآیۃ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے پیغمبر ﷺ پس تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان کے لئے نرم مزاج بنائے گئے ہو۔ اس وجہ سے حضرت عائشہؓ نے جب پوچھا کہ اس آدمی کے بارے میں تو تم نے فرمایا کہ یہ آدمی بدترین آدمی ہے اس قبیلہ کا۔ تو پھر آپ نے اس کے ساتھ کیوں نرم گفتگو کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: یاعائشہ إن من شر الناس من ترکہ الناس أو ودعہ الناس اتقاء فحشہ: اے عائشہ! بدترین لوگوں میں سے وہ آدمی بھی ہے جسے لوگ اس کی بدگوئی اور بدزبانی کی وجہ سے چھوڑ دیں اور اس سے نفرت کرنے لگیں۔ اور اس کے قریب نہ آئیں۔ یہ بدترین ہونے کی علامت ہے۔ اچھے اخلاق کا تقاضا تو یہ ہے کہ کوئی آدمی چاہے نیک ہو یا بد۔ تیرے اخلاق سے متاثر ہو جائے اور تیرے ساتھ ملنے میں اسے یہ خطرہ نہ ہو کہ اس کے ساتھ ملنے پر میری برائیاں طشت از بام ہو جائیں گی۔ مجھے جھڑک دیا جائے گا اور لوگوں کے سامنے میری ڈانٹ ڈپٹ ہوگی تو مجھے اس کے پاس جانے سے بچنا چاہیے۔ اور بالخصوص داعی کیلئے تو ازحد ضروری ہے کہ وہ ایسے اخلاق سے آراستہ ہو کہ لوگ اس کے قریب آنا پسند کریں نہ کہ اسکی سخت زبانی اور بداخلاقی کیوجہ سے اس سے نفرت کرنے لگیں۔ جیسا کہ بعض مولوی حضرات بھی ایسے ہوتے ہیں کہ جب مسجد میں داڑھی مونڈھا آدمی آتا ہے تو اسکو ڈانٹتا ہے کہ نکل جاؤ داڑھی مونڈھے آدمی میرے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ تو وہ آدمی اگر اس وقت مولوی صاحب کو کچھ نہ کہہ سکتا ہو تو وہ یہ ضرور کرسکتا ہے کہ دوبارہ مسجد کی طرف نہیں دیکھے گا۔ دین کی طرف دعوت دینے کا یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ اسکو اپنے قریب لاکر اسے سمجھا دے اور کریمانہ اخلاق سے ترغیب دے۔ انشاء اللہ اثر زیادہ ہوگا۔ اگر اس نے اس وقت عمل نہیں کیا تب بھی اسکے ذہن میں دین اسلام اور دیندار لوگوں کی عظمت پیدا ہوگی۔ اور ڈانٹنے کی صورت میں وہ الٹا اس مولوی صاحب کی برائیوں کو گننے لگے گا اور انکے مقابلے میں اپنے آپ کو زیادہ پاک مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کریگا۔ تو اسکو اسکے دل میں اس کے جرم کا احساس دلانا اچھا ہے' بنسبت اسکے دل میں آپکے گناہوں کے تجسس کا جذبہ پیدا ہو۔